



إِنَّ نَاسِئَةَ اللَّيْلِ هِيَ أَشَدُّ وَطْءًا وَأَقْوَمُ قِيلَا

بے شک رات کا انہنا نفس کو خوب کچل دیتا ہے اور بات کو بہت درست کر دیتا ہے۔

تفسیر ابن کثیر

علامہ عما الدین ابن کثیر

مترجم

مولانا محمد صاحب جونا گردھی

المُزْمِلُ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سورۃ کاشان نزول:

بزار میں حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ قریش دارالندوہ میں جمع ہو کر اپس میں کہنے لگے کہ اذل کر انحضرت کا ایک ایسا نام تجویز کریں کہ سب کی زبان سے وہی لٹکتے تاکہ باہر کے لوگ ایک ہی آوازن کر جائیں۔ تو بعضوں نے کہا انکا نام کا ہن رکھو۔ اس پر اوروں نے کہا کہ درحقیقت وہ کاہن توانیں۔ کہا اچھا پھر انکا نام مجھوں رکھو۔ اس پر بھی اوروں نے کہا کہ وہ مجھوں بھی نہیں۔ پھر بعضوں نے کہا کہ سارہ نام رکھو۔ اس پر اور لوگوں نے کہا کہ وہ ساہر بیعنی جادوگر بھی نہیں ہیں۔ غرض وہ کوئی ایسا برداشت تجویز نہ کر سکے جس پر سب کا اتفاق ہو اور یہ جمع یوں ہی المکفر اہوا۔

آنحضرت پیرس کرمند پیٹ کر کپڑا اوزہ کر لیت رہے جو بھل علیہ السلام تشریف لائے اور اسی طرح یعنی اسے کپڑا پیٹ کر اوزہ ہنے والے کے کراپ کو مخاطب کیا۔

بنغمبر کو نماز تجد کا حکم:

یا أَيُّهَا الْمُزَمِّلُ (۱)

اے جھرمٹ مار کر کپڑا اوزہ ہنے والے۔

فِمَ الَّيْلَ إِلَّا قَلِيلًا (۲)

رات کو تجد پڑھا کر مگر تھوڑی رات۔

اللہ تعالیٰ اپنے نبی اکرم کو حکم دیتا ہے کہ راتوں کے وقت کپڑے پیٹ کر سو رہنے کو چھوڑ دیں اور تجد کی نماز کے قیام کو اختیار کر لیں۔ جیسے فرمان ہے:

تَنَجَّافِ جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَذْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَطَمَعاً وَمَمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفَثُونَ (۳۲:۱۶)

انکی کروئیں بستروں سے الگ ہوتی ہیں اور اپنے رب کو خوف اور لامج سے پکارتے ہیں اور ہمارے دیکھ ہوئے میں سے دیکھ رہتے ہیں۔

حضور اکرم پوری عمر اس حکم کی بجا آوری کرتے رہے تجد کی نماز صرف آپ پر واجب تھی یعنی امت پر واجب نہیں ہے جیسے اور جگہ ہے:

وَمَنِ الَّيْلَ فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً لَكَ عَسَى أَن يَنْعَلَكَ رَبُّكَ مَقَاماً مَحْمُودًا (۱۷:۷۹)

راتوں کو تجد پڑھا کر یہ حکم نفل کے طور پر صرف تھے۔ تیرا رب تھے مقام محمود میں پہنچانے والا ہے۔

یہاں اس حکم کے ساتھ ہی مقدار بھی بیان فرمادی کہ اونچی رات یا کچھ حکم وہیں۔

مزمل کے معنی سونے والے اور کپڑا پیٹنے والے کے ہیں۔

اس وقت حضور اکرم اپنی چادر اوزہ لینے ہوئے تھے۔

نِصْفَهُ أَوْ انْفُصَهُ مِنْهُ قَلِيلًا (۳)

آونچی رات یا اس سے بھی کچھ حکم کرنے،

أَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتَّلَ الْفُرْقَانَ تَرْتِيلًا (۴)

یا اس میں کچھ بڑھادے اور قرآن کو تھہر تھہر کر صاف پڑھا کر۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اے قرآن کے اچھی طرح یعنی والے تو اُمی رات تک تجدیں مشفول رہا کرنا یا کچھ بڑھا لھنا و یا کراور قرآن کریم کو اہستہ ہستے خبر خبر کر پڑھا کرتا کہ خوب سمجھتا جائے۔ اس حکم کے بھی حضور اکرم عامل تھے۔

حضور کی تجدید کا تفصیلی بیان:

صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت انسؓ سے رسول اللہؐ کی قرأت کا وصف پوچھا جاتا تھا تو اپ فرماتے تھے کہ خوب مدھجی کر کے حضور اکرم پڑھا کرتے تھے۔ پھر بسم اللہ الرحمن الرحيم پڑھ کر نسائی جس میں لفظ اللہ پر الرحمن پر الرحيم پر مدکیا۔ ان جریخ میں کہ ہر ہر آیت پڑھا پورا وقت فرمایا کرتے تھے۔ جیسے بسم اللہ الرحمن الرحيم پڑھ کر وقت کرتے الحمد لله رب العلمين پڑھ کر وقت کرتے الرحمن الرحيم پڑھ کر وقت کرتے ملک یوم الدین پڑھ کر پھر تھے۔ یہ حدیث مند احمد ابو داؤد اور ترمذی میں بھی ہے۔

مند احمد کی ایک حدیث میں ہے کہ قرآن کے قاری سے قیامت کے دن کہا جائے گا:

پڑھتا جا اور پڑھتا جا اور تر تیل سے پڑھ جیسے دنیا میں تر تیل سے پڑھا کرتا تھا تیرا درجہ وہ ہے جہاں تیری آخری آیت فتح ہو۔ یہ حدیث ابو داؤد ترمذی اور نسائی میں بھی ہے اور امام ترمذی اسے حسن صحیح کہتے ہیں۔

ہم نے اس تفسیر کے شروع میں وہ احادیث بیان کر دی ہیں جو تر تیل کے منتخب ہونے اور اچھی آواز سے قرآن پڑھنے پر واللت کرتی ہیں۔ جیسے وہ حدیث جس میں ہے:

رَبِّيْوَا الْقُرْآنَ بِأَصْوَاتِكُمْ

قرآن کو اپنی آوازوں سے مزین کرو

لَيْسَ مَنْ لَمْ يَتَعَنَّ بِالْقُرْآنِ

اور وہ شخص ہم میں سے نہیں جو خوش آوازی سے قرآن نہ پڑھنے

اور حضرت ابو موسیٰ اشتریؓ کی نسبت حضور اکرمؐ کا یہ فرمانا:

لَقَدْ أُوتِيَ هَذَا مِزْمَارًا مِنْ مَزَامِيرِ آلِ دَاؤْد

اسے آل داؤد کی خوش آوازی عطا کی گئی ہے۔

اور حضرت ابو موسیٰ کا فرمانا اگر مجھے معلوم ہوتا کہ اپنے سُن رہے ہیں تو میں اور اچھے لگے سے زیادہ عمدگی کے ساتھ پڑھتا۔

اور حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کا یہ فرمان:

رہیت کی طرح قرآن کو نہ پھیلا دو اور شعروں کی طرح قرآن کو بے تہذیب سے نہ پڑھو اسکے عقایب پر غور کرو اور دلوں میں اثر لیتے جاؤ اور اسکے پیچھے نہ پڑھ جاؤ کہ جلد سورت ختم ہو۔ بغولی

إِنَّا سَلَّقَيْ عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيلًا (۵)

یقیناً ہم تجھ پر بہت بھاری بات عنقریب نازل کریں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم تجھ پر عنقریب بھاری بوجمل بات اماریں گے یعنی عمل میں ٹھیک ہو گی اور اترستے وقت بوجہ اپنی عظمت کے گراس قدر ہو گی۔

حضرت زید بن ثابت فرماتے ہیں کہ اک مرتب رسول اللہ پر وحی اتری اس وقت آپ کا گھننا میرے گھنے پر تھا۔ وحی کا اتنا بوجھ پر آک میں توڑنے لگا کہ میری ران کیس نوٹ نہ جائے۔

مند احمد میں ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ سے پوچھا کہ وحی کا احساس بھی آپ کو ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا:

أَسْمَعُ صَلَاصِلَ ثُمَّ أَسْكَنْتُ عَذَّذَ ذِلَّكَ، فَمَا مِنْ مَرَّةٍ يُوحَى إِلَيَّ إِلَّا ظَنَّتُ أَنَّ نَفْسِي لُقْبَصٌ
مِنْ أَسْيَ آوازِ سَنَنِهِوں جیسے کسی زنجیر کے بھنے کی آواز ہو میں چپکا ہو جاتا ہوں جب بھی وحی نازل ہوتی ہے مجھ پر اتنا بوجھ
پڑتا ہے کہ میں سمجھتا ہوں میری جان انکل جائے گی۔

صحیح بخاری کے شروع میں ہے کہ حضرت حارث بن ہشام پوچھتے ہیں یا رسول اللہ! آپ کے پاس وحی کس طرح آتی ہے؟ آپ نے فرمایا:

أَحْيَانًا يَأْتِي فِي مِثْلِ صَلَاصِلَةِ الْجَرَسِ وَهُوَ أَشَدُهُ عَلَيَّ، فَيُفَصَّمُ عَلَيَّ وَقَدْ وَعَيْتُ عَنْهُ
مَا قَالَ، وَأَحْيَانًا يَتَمَثَّلُ لِي الْمَلَكُ رَجُلًا فِي كُلْمَنِي فَأَعِي مَا يَقُولُ

کبھی تو گھنٹی کی آواز کی طرح ہوتی ہے جو مجھ پر بہت بھاری پڑتی ہے اور جب وہ گن گناہ کی آواز ہتم ہو جاتی ہے تو اس دو ران میں جو کچھ کہا گیا تھا وہ مجھے خوب محفوظ ہو جاتا ہے اور کبھی فرشتہ انسانی صورت میں میرے پاس آتا ہے اور مجھ سے کلام کرتا ہے اور میں یاد کر لیتا ہوں۔

حضرت عائذؓ فرماتی ہیں کہ میں نے دیکھا ہے کہ خنت جائزے والے دن میں بھی جب آپ پر وحی اتر چکتی تو آپ کی پیشانی مبارک سے پسینے کے قدرے چکنے لگتے۔

مند احمد میں ہے کہ کبھی اونٹی پر حضور اکرم مسوار ہوتے اور اسی حالت میں وحی آتی تو اونٹی جھک جاتی۔ ابن جریر میں یہ بھی ہے کہ پھر جب تک وحی حتم نہ ہو لیق اونٹی سے قدم نہ اٹھایا جاتا اور نہ اسکی گردان اوپنی ہوتی۔

مطلوب یہ ہے کہ خود وحی کا اترنا بھی اہم اور بوجمل تھا پھر احکام کا بھالانا اور انکا عامل ہونا بھی ایسا ہی تھا۔ یہی قول حضرت امام ابن جریر کا ہے۔

حضرت عبد الرحمن سے منقول ہے کہ جس طرح دینا میں ٹیکل کام ہے اسی طرح آخرت میں اجر بھی بھاری ملے گا۔

إِنَّ نَاسِيَةَ اللَّيْلِ هِيَ أَشَدُ وَطْءاً وَأَقْوَمُ قِيلَا (٦)

بے شک رات کا الحنا نفس کو خوب کچل دیتا ہے اور بات کو بہت درست کر دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ رات کا الحنا نفس کو زیر کرنے کے لئے اور زبان کو درست کرنے کے لئے اکسیر ہے۔
نشاء کے معنی جبشی زبان میں قیام کرنے کے لئے ہیں رات بھر میں جب اٹھے اسے ناشیۃ اللیل کہتے ہیں۔

تجدد کے فوائد:

تجدد کی نماز کی خوبی یہ ہے کہ دل اور زبان ایک ہو جاتا ہے اور تلاوت کے جو الفاظ زبان سے نکلتے ہیں دل میں گڑ جاتے ہیں اور پہبند دن کے رات کی تہائی میں معنی مطلب خوب ذہن نشین ہوتا جاتا ہے کیونکہ دن بھیز بھر کے کا شور و غل کا کمالی و حندے کا وقت ہوتا ہے۔

إِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيلًا (٧)

ایقیناً تجھے دن میں بہت شغل رہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے دن میں تجھے بہت فراغت ہے نیند کر سکتے ہو تو اور بیٹھ سکتے ہو تو افل بکثرت ادا کر سکتے ہو اپنے دنیوی کام پورے کر سکتے ہو۔ پھر رات کو ۲۴ گھنٹے کے کام کے لئے خاص کرو۔
اس بنا پر یہ حکم اس وقت تھا جب رات کی نماز فرض تھی۔ پھر اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے بندوں پر احسان کیا اور بطور تخفیف کے اس میں کمی کرو یا اور فرمایا جھوڑی سی رات قیام کرو۔

مند احمد میں ہے کہ حضرت سعید ابن اہشام نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی اور مدینہ کی طرف پلے تاکہ وہاں کے اپنے مکانات پیچ والیں اور انکی قیمت سے بخیار فریب کر جہاد میں جائیں اور روپیوں سے لوتے رہیں۔ یہاں تک کہ یا تو روم پڑھ ہو یا شہادت نصیب ہو۔
مدینہ میں اپنی قوم والوں کو ملے اور اپنا ارادہ ظاہر کیا تو انہوں نے کہا۔ ستر رسول اللہؐ کی حیات میں آپؐ ہی کی قوم میں سے چھ چھنسوں نے میں ارادہ کیا۔ حضور اکرمؐ کو جب یہ معلوم ہوا تو آپؐ نے ان سے فرمایا:

أَلَيْسَ لَكُمْ فِي أَسْوَأِ حَسَنَةٍ؟

جس طرح میں کرتا ہوں کیا اس طرح کرنے میں تمہارے لئے اچھائی نہیں ہے؟

خبردار ایمان کرنا اپنے ارادے سے بازاً جاؤ۔

یہ حدیث سن کر حضرت سعید نے اپنا ارادہ ترک کر دیا۔ فرماتے ہیں کہ پھر میں حضرت حکیم بن فالجؓ کی معیت میں حضرت عائشؓ کے پاس گیا اور عرض کیا، ام المومنین! مجھے بتائیے رسول اللہؐ کے اخلاق مبارک کیا تھے؟
آپؐ نے فرمایا کیا تم قرآن نہیں پڑھتے؟
میں نے کہا کیوں نہیں۔

فرمایا بس حضور اکرمؐ کا خلق قرآن تھا۔

پھر میں نے رسول اللہؐ کی نماز کا حال دریافت کرنے کے لئے سوال تو آپ نے جواب میں فرمایا کیا تم نے سورہ مزمل نہیں پڑھی؟
میں نے کہا اس پڑھی ہے۔ فرمایا سنو۔

اس سورت کے اول حصے میں قیام لیل فرض ہوا اور سال بھر تک حضور اکرمؐ اور آپ کے اصحاب تجدید کی نماز بطور فرضیت کے ادا کرتے رہے یہاں تک کہ قدموں پر ورم ۲ گیا۔ بارہ ماہ بعد اس سورت کے خاتمه کی ۲ بیتیں اتریں اور اللہ تعالیٰ نے تخفیف کر دی فرضیت الحججی اور فلکیت باقی رہ گئی۔

پھر میں نے کہا ام المؤمنین! حضور اکرمؐ کے وتر پڑھنے کی کیفیت سے بھی ۲ گاہ فرمائیے۔ آپ نے فرمایا سنوا
ہم آپؐ کی مساوک و ضوکا پانی وغیرہ تیار کر کے ایک طرف رکھ دیا کرتے تھے جب بھی اللہ تعالیٰ چاہتا اور آپ کی آنکھ کھلتی،
انھی مساوک کرتے وضو کرتے اور آنھ کھڑک گئیں پڑھتے۔ حق میں تشهد میں بالکل دہ بیٹھتے ۲ ٹھویں رکعت پوری کر کے آپ
التحیات میں بیٹھتے، اللہ بارک تعالیٰ کا ذکر کرتے دعا کرتے اور زور سے سلام پھیرتے کہ ہم بھی سن لیں۔ پھر بیٹھتے بیٹھتے دو
رکعتیں اور ادا کرتے (اور ایک وتر پڑھتے)۔

بیٹا! یہ سبل کر گیا رہ رکعتیں ہو گئیں پھر جب آپ عمر سید وہ ہو گئے بدن بھاری ہو گیا تو آپ نے سات وتر پڑھنے پھر سلام
پھیرنے کے بعد بیٹھ کر دو رکعتیں ادا کیں، بس بیٹا یہ نور رکعتیں ہو گئیں۔

اور حضور اکرمؐ کی عادت مبارک تھی کہ جب کسی نمازو کو پڑھنے تو اس پر مد اوصت کرتے۔ ہاں اگر کسی شغل یا غیرہ کا کوئی تکلیف
اور بیماری کی وجہ سے رات کو نماز نہ پڑھ سکتے تو ان کو بارہ رکعت دافرمایا کرتے۔ میں نہیں جانتی کہ کسی ایک رات میں رسول اللہؐ
نے پورا قرآن صحن تک پڑھا ہوا اور نذر رمضان کے سوا کسی اور مینے کے پورے روزے رکھے ہوں۔
یہ حدیث صحیح مسلم میں بھی ہے۔

ابن حجر یہ میں ہے کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نبی کریمؐ کے لئے بوریار کھدیا کرتی جس پر آپ تجدید کی نماز ادا فرمایا
کرتے لوگوں نے کہیں یخہر سلی اور رات کی نماز میں حضور اکرمؐ کی اقتداء کرنے کے لئے وہ بھی ۲ گلے حضور اکرمؐ
غصب ناک ہو کر باہر لٹکے چونکہ آپ کوامت پر شفاقت و رحمت تھی اور ساتھ ہی ذرخاک ایسا ہے ہو کہ یہ نماز فرض ہو جائے
لہذا آپ ان سے فرمائے گئے کہ لوکوں

ان ہی اعمال کی تکلیف اٹھاؤ جکلی تم میں طاقت ہو، اللہ تعالیٰ ثواب دینے سے نہیں تھکا، البتہ تم عمل کرنے سے تھک جاؤ
گے سب سے بہتر عمل وہ ہے جس پر مد اوصت ہو سکے اور انسان انہیں بمحاسنکے۔

ادھر قرآن کریم میں یہ ۲ بیتیں اتریں اور صحابہؐ نے قیام لیل شروع کیا یہاں تک کہ رسیاں باندھنے لگے کہ نیندنا ۲ جائے ۲ آنھ
مبینے اسی طرح گزر گئے۔ انکی اس کوشش کو جو وہ اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کی طلب میں کر رہے ہے تھے ویکھ کر اللہ تعالیٰ نے بھی ان
پر رحم کیا اور اسے فرض عشاء کی طرف اونا دیا اور قیام لیل چھوڑ دیا گیا۔

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ پہلی آیت کے حکم کے مطابق ایمانداروں نے قیام لیل شروع کیا لیکن بڑی مشقت پڑتی تھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا اور

عَلِمَ أَن سَيَّكُونُ مِنْكُمْ مَرْضَى وَآخَرُونَ يَضْرِبُونَ فِي الْأَرْضِ يَبْتَغُونَ مِنْ فَضْلِ اللَّهِ وَآخَرُونَ
يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَاقْرَؤُوا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ

کی آیتیں نازل فرمائے و سمعت کردی اور سمجھی نہ گئی فلله الحمد۔

وَادْكُرْ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَّئِنْ إِلَيْهِ تَبْتِيًّا (۸)

تو اپنے رب کے نام کا ذکر کیا کہ اور تمام خلائق سے کہ کہ اسکی طرف متوجہ ہو جا۔

فرمان ہے کہ اپنے رب کے نام کا ذکر کرتا رہ اور اسکی عبادت کے لئے فارغ ہو جا یعنی امور دنیا سے فارغ ہو کر دل جسی اور اطمینان کے ساتھ پہ کثرت اسکا ذکر کر کر اسکی طرف مائل اور سراسر راغب ہو جا جیسے اور جگہ ہے:

فَإِذَا فَرَغْتَ فَانصَبْ (94:7)

جب اپنے شغل سے فارغ ہو تو ہماری عبادت محنت سے بچا لاؤ۔

اخلاص، فارغ البالی، کوشش، محنت، دل گی اور یکسوئی سے اللہ تعالیٰ کی طرف جھک جاؤ۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ حضور اکرم نے تبلی سے منع فرمایا یعنی بال بچے اور دنیا کو چھوڑ دینے سے۔

رَبُّ الْمَشْرُقِ وَالْمَغْرِبِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيًّا (۹)

مشرق اور مغرب کا پروار دگار جس کے سوا کوئی معبود نہیں، تو اسی کو اپنا کار ساز بنالے۔

یہاں مطلب یہ ہے کہ علاقت دینیوں سے کہ گر اللہ تعالیٰ کی عبادت میں توجہ اور اشہاد کا وقت بھی ضرور کالا کرو۔ وہ مالک ہے وہ متصرف ہے مشرق مغرب سب اسی کے قبیلے میں ہے اس کے سوا عبادت کے لائق کوئی نہیں۔ تو جس طرح صرف اسی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے اسی طرح صرف اسی پر بھروسہ بھی رکھ جیسے اور آیت میں ہے:

فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ (11:123)

اسی کی عبادت کر اور اسی پر بھروسہ رکھ۔

یہی مضمون ایا ک تعبدو ایا ک نستعين میں بھی ہے۔

اس معنی کی اور بھی بہت سی آیتیں ہیں کہ بھروسہ کے لائق ایک اسی کی پاک ذات ہے۔

مکروں کے لئے عذاب:

وَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيلًا (۱۰)

اور جو کچھ وہ کہیں تو سہتارہ اور انہیں اچھی طرح چھوڑے رکھ۔

وَدَرْنِي وَالْمُكَذِّبِينَ أُولَى النَّعْمَةِ وَمَهْلِهُمْ قَلِيلًا (۱۱)

اور مجھے اور ان جھلانے والے سودہ حال لوگوں کو چھوڑے اور انہیں ذرا سی مہلت دے۔

الله تبارک و تعالیٰ اپنے نبی کو کفار کی طعن ایز باتوں پر سبر کرنے کی ہدایت کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ انہیں انکے حال پر بغیرِ انتہا پت کے ہی چھوڑو دیں خودا نے سنت الوں گا۔ میرے غضب اور غصے کے وقت دیکھ لوں گا کہ کیسے یہ لوگ نجات پاتے ہیں۔ ہاں انکے مالدار خوشحال لوگوں کو جو بے فکرے ہیں اور مجھے ستانے کے لئے باتیں ہمارے ہیں، جن پر وہرے حقوق ہیں مال کے اور جان کے اور یہ ان میں سے ایک بھی انہیں کرتے تو انے بے تعلق ہو جا پھر دیکھ کر میں انکے ساتھ کیا کرتا ہوں؟
چھوڑی دیر دنیا میں تو چاہے یہ فائدہ انہیں میں نہیں گے اور عذاب بھی کون سے؟

إِنَّ لَدِيْنَا أَنْكَالًا وَجَحِيمًا (۱۲)

یقیناً ہمارے ہاں سخت بیڑیاں ہیں اور سلسلت ہوتی جہنم ہے۔

وَطَعَامًا ذَا غُصَّةً وَعَذَابًا أَلِيمًا (۱۳)

اور حلق میں اٹکنے والا کھانا ہے اور درود یعنی والا عذاب ہے۔

سخت قید و بند کے اور بدترین بھڑکی ہوتی رہنگھنے والی اور نہ کم ہونے والی آگ کے وراس کھانے کے جو حلق میں جا کر ایک جائے گا اس نگل سکیں گے اسکیں گے اور مجھی طرح طرح کے المناک عذاب ہوں گے۔

يَوْمَ تَرْجُفُ الْأَرْضُ وَالْجَبَالُ وَكَائِتِ الْجَبَالُ كَثِيرًا مَهْيَأً (۱۴)

جس دن زمین اور پہاڑ تحریرا جائیں گے اور پہاڑ میں بھر بھری ریت کے ٹیلوں کے ہو جائیں گے۔

پھر وہ وقت بھی وہ ہو گا جب زمینوں میں اور پہاڑوں پر زلزلہ پڑا ہوا ہو گا اور سخت اور بڑی چٹانوں والے پہاڑ اپس میں تکڑا کر چور ہو گئے ہوں گے جیسے بھر بھری ریت کے بکھرے ہوئے ذرے ہوں جنہیں ہوا اور سے اور لے جائیں گے۔
نام و نشان تک منادے گی اور زمین ایک چیل صاف میدان کی طرح رہ جائے گی جس میں کہیں اور چیز نظر نہ رہے گی۔

کفار کی گرفت:

إِنَّا أَرْسَلْنَا إِلَيْكُمْ رَسُولًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَا أَرْسَلْنَا إِلَى فِرْعَوْنَ رَسُولًا (۱۵)

ہم نے تمہاری طرف بھی تم پر کوہی دینے والا رسول بھیج دیا جسے کہ ہم نے فرعون کے پاس رسول بھیجا تھا۔

فَعَصَىٰ فِرْعَوْنُ الرَّسُولَ فَأَخْذَنَاهُ أَخْذًا وَبَيْلًا (۱۶)

فرعون نے اس رسول کی نافرمانی کی جکی بنا پر ہم نے اسے سخت و بال کی پکڑ میں لیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اسے لوگو! اور خصوصاً اے کافرو! ہم نے تم پر کوہی دینے والا آپنا صادق رسول تم میں بھیج دیا ہے جسے کہ فرعون کے پاس ہم نے اپنے احکام کے پہنچا دینے کے لئے اپنے ایک رسول کو بھیجا تھا اس نے جب اس رسول کی نہانی تو تم جانتے ہو کہ ہم نے اسے بڑی طرح بر باد کیا اور سختی سے پکڑ لیا۔

فَكَيْفَ تَتَّفَوْنَ إِنْ كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَجْعَلُ الْوَلْدَانَ شِبَابًا (۱۷)

تم اگر کافر ہے تو اس دن کیسے پناہ پاؤ گے۔ جو دون بچوں کو بوڑھا کر دیگا۔

اسی طرح یاد رکھو اگر اس نبی کی تم نے بھی نہانی تو تمہاری بھی خیر نہیں عذاب الہی تم پر بھی اتر ۲ کیسیں گیا وہ جس نہیں کر دیجے جاؤ گے کیونکہ یہ رسول رسولوں کے سردار ہیں انکے جھٹائے کا و بال بھی اور و بالوں سے برا ہے۔
اس آیت کے دو معنی ہیں۔

ایک تو یہ کہ اگر تم نے کفر کیا تو بتاؤ تو سہی کہ اس دن کے عذابوں سے کیسے نجات حاصل کرو گے؟ جس دن کی ہیبت خوف اور ذر بچوں کو بوڑھا کر دیگا۔

اور دوسرا۔ معنی یہ ہیں کہ اگر تم نے اتنے بڑے ہولناک دن کا بھی کفر کیا اور اسکے بھی مکر ہے تو تمہیں تقویٰ اور اللہ تعالیٰ کا ذر کیسے حاصل ہو گا؟

کوئیدنوں معنی نہایت عمدہ ہیں لیکن اول معنی اولی ہیں و اللہ اعلم۔

طریقی میں ہے کہ رسول متبول نے اس آیت کی تلاوت کی اور فرمایا یہ قیامت کا دن ہے جس دن اللہ تعالیٰ حضرت آدم علیہ السلام سے فرمائے گا اٹھو اور اپنی اولاد میں سے جہنم والوں کا لگ کرو۔ وہ پوچھیں گے اللہ تعالیٰ کتنی تعداد میں سے کتنے؟ حکم ہو گا کہ ہر ہزار میں سے نو سو نوادے۔ یہ سنتے ہی مسلمانوں کے توہوش از گئے اور گھبرا گئے۔

خسرو بھی انکے چہرے دیکھ کر سمجھ گئے اور بطور تشفیٰ کے فرمایا:

سنو بنا آدم بہت سے ہیں۔ یا جوچ دما جوچ بھی اولاد آدم میں سے ہیں جن میں سے ایک ایک اپنے پیچھے خاص اپنی صلبی اولاد ایک ایک ہزار چھوڑ کر جاتا ہے۔ پس ان میں اور ان جیسوں میں مل کر جہنم والوں کی یہ تعداد ہو جائے گی اور جنت تمہارے لئے اور تم جنت کے لئے ہو جاؤ گے۔ یہ حدیث غریب ہے۔

السَّمَاءُ مُنْقَطِرٌ بِهِ كَانَ وَعْدُهُ مَقْعُودًا (۱۸)

جس دن آسان پھٹ جائے گا اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہو کر ہی رہنے والا ہے۔

اس دن کی بیت اور بہشت کے مارے آسان بھی پھٹ جائے گا۔ اس دن کا وعدہ یقیناً حق ہے اور ہو کر ہی رہنے گا۔ اس دن کے آنے میں کوئی شک نہیں۔

إِنَّ هَذِهِ تَذْكِرَةٌ فَمَنْ شَاءَ اتَّخَذَ إِلَى رَبِّهِ سَبِيلًا (۱۹)

بے شک یہ صحیح ہے پس جو چاہے اپنے رب کی طرف را اختیار کر لے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ سورت عکندوں کے لئے سراسر صحیح و عبرت ہے جو بھی طالب ہدایت ہو وہ مرضی مولا سے ہدایت کا راستہ پالے گا اور اپنے رب کی طرف پہنچ جانے کا ذریعہ حاصل کر لے گا۔ جیسے اور جگہ فرمایا:

وَمَا شَأَوْنَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيًّا حَكِيمًا (76:30)

تمہاری چاہت کام نہیں آتی وہی ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کا چاہا ہوا ہو صحیح علم والا اور پوری حکمت والا اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

إِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ أَنَّكَ تَفْوُمُ أَدْنَى مِنْ ثَلَاثِ اللَّيْلِ وَتَصْنَفُهُ وَثَلَاثَةَ وَطَافِفَةَ مِنْ الَّذِينَ مَعَكَ ...

تیرا رب بخوبی جانتا ہے کہ تو اور تیرے ساتھ کے لوگوں کی ایک جماعت قریب دو تھائی رات کے اوڑا دھنی رات کے اور ایک تھائی رات کے تہجد پڑھتے ہیں।

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے نبی! آپ کا اور آپ کے اصحاب کی ایک جماعت کا بھی دو تھائی رات تک قیام لیل میں مشغول رہنا بھی آدھی رات اس میں گزارنا بھی تھائی رات تک تہجد پڑھنا اللہ تعالیٰ کو بخوبی معلوم ہے۔

وَاللَّهُ يُقْدِرُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ عَلَمَ أَنَّ لَنْ تُحْصُوْهُ قَتَابَ عَلَيْكُمْ

اور رات دن کا پورا اندازہ اللہ تعالیٰ کو ہے وہ خوب جانتا ہے کہ تم اسے بمحانہ سکو گے۔

فَاقْرُؤُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْفُرْآنِ

پس اس نے تم پر مہربانی کی لہذا جتنا قرآن پڑھنا تمہارے لئے 2 سان ہواتا ہی پڑھو

کو تمہارا مقصد صحیک اس وقت کو پورا کرنا نہیں ہوتا اور ہے بھی وہ مشکل کام کیونکہ رات دن کا صحیح اندازہ اللہ ہی کو ہے بھی دونوں برابر ہوتے ہیں؛ بھی رات چھوٹی دن بڑی بھی دن چھوٹا رات بڑی اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ کہ اسکے باجے کی طاقت تم میں نہیں تو اب رات کی نماز اتنی ہی پڑھو جتنی تم پڑھی سکوں کوئی وقت مقرر نہیں کہ فرضًا اتنا وقت لگانا ہی ہو گا۔

یہاں صلوٰۃ کی تعبیر قرأت سے کی ہے جیسے سورہ بہمان میں ہے:

وَلَا ظُهْرٌ بِصَلَاتِكَ وَلَا نُخَافِتُ بِهَا (17:110)

اپنی قرأت ناقول بلند کرنے بالکل پست کر۔

فاتحہ خلف الامام کا مسئلہ:

امام ابو عینیؓ کے اصحاب نے اس آیت سے استدلال کر کے یہ مسئلہ کہا ہے کہ نماز میں سورہ فاتحہ کا پڑھنا متین نہیں اسے پڑھنے خواہ اور کہیں سے پڑھ لے۔ کوایک ہی آیت پڑھنا کافی ہے اور پھر اس مسئلہ کی منظوبی اس حدیث سے کی ہے جس میں ہے کہ ہبہ جلدی جلدی نماز ادا کرنے والے کو حضور اکرم نے فرمایا تھا کہ پھر پڑھ جو آسان ہوتیرے ساتھ قرآن سے۔ بخاری و مسلم اور جمہور نے انہیں یہ جواب دیا ہے کہ بخاری و مسلم کی حضرت عبادہ بن حاصمت وابی حدیث میں اپنکا ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: نماز نہیں ہے مگر یہ کہ تو سورہ فاتحہ پڑھے۔

اور صحیح مسلم میں برداشت حضرت ابو ہریرہ مرحوم ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: ہر وہ نماز جس میں سورہ فاتحہ پڑھی جائے وہ بالکل ادھوری محض ناکارہ ناقص اور ناتمام ہے۔

صحیح ابن خزیم میں بھی ان ہی کی روایت سے مردی ہے کہ حضور اکرم نے فرمایا: نماز نہیں ہوتی اس شخص کی جو سورہ فاتحہ پڑھے۔

پس صحیک قول جمہور کا کافی ہے کہ ہر نماز کی ہر ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کا پڑھنا لازمی اور متین ہے۔

عَلِمَ أَنْ سَيَكُونُ مِنْكُمْ مَرْضَى

وَهُوَ جَانِتَهُ كَمْ مِنْ بَعْضٍ يَأْرِبُهُ بَوْلُهُ

وَآخَرُونَ يَضْرِبُونَ فِي الْأَرْضِ يَبْتَغُونَ مِنْ فَضْلِ اللَّهِ

بعض دوسرے زمین میں چل پھر کر اللہ تعالیٰ کا فضل یعنی روزی بھی سلاش کریں گے

وَآخَرُونَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ

اور کچھ لوگ اللہ کی راہ میں جماد بھی کریں گے

- اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اسے معلوم ہے کہ اس امت میں عذروں لے لوگ بھی ہیں جو قیامِ نیل کے ترک پر مذکور ہیں۔ مثلاً
- ۔ بیمار کر جنہیں اسکی طاقت نہیں۔
 - ۔ مسافر کر روزی کی تلاش میں ادھر ادھر جا آ رہے ہیں۔
 - ۔ مجاہد جو اہم تر شغل میں مشغول ہیں۔

یہ آیت بلکہ یہ پوری سورت کی ہے کہ میں نازل ہوئی۔ اس وقت جہاد میں تھا بلکہ مسلمان نہایت پست حالت میں تھے۔ پھر غیب کی یہ خبر دینا اور اسی طرح ظہور میں آنا کہ مسلمان کو جہاد میں پوری مشغولی ہوئی یہ ثبوت کی اعلیٰ اور بہترین دلیل ہے۔

فَاقْرُؤْ وَا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ

سوتِمْ بِهِ سَانِي جَنَاتِرْ ۚ اَنْ پِرْ ۝ سَكُونْ پِرْ صَوْ

تو ان عذروں کے باعث تمہیں رخصت دی جاتی ہے کہ جتنا قیام تم سے پہلے سانی کیا جائے گریا کرو۔

وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَأَنْثُوا الزَّكَاءَ

اوْ نِمازَ کی پابندی رکھو اور زکوٰۃ دیتے رہا کرو

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ فرض نمازوں کی حفاظت کرو اور فرض زکوٰۃ کی ادائیگی کیا کرو۔

یہ آیت ان حضرات کی دلیل ہے جو فرماتے ہیں کہ فرضیت زکوٰۃ کا حکم کہ میں ہی نازل ہو چکا تھا، اس کتنی کاری جائے انصاب کیا ہے؟ وغیرہ یہ سب مدینہ میں بیان ہوا، واللہ اعلم۔

رَاہ اللہ میں خرچ کرو:

وَأَقْرِضُوا اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا

اوْ رَاللَّهُ تَعَالَیٰ کو اچھا قرض دو

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اسے اچھا قرض دو یعنی راہ اللہ صدق خیرات کرتے رہو جس پر اللہ تعالیٰ تھیں بہت بہتر اور اعلیٰ اور پورا پورا بدل دے گا۔ جیسے اور جگہ فرمایا:

مَنْ ذَا الْذِي يُفْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضَاعِفُهُ لَهُ أَضْعَافًا كَثِيرَةً (2:245)

ایسا کون ہے جو اللہ تعالیٰ کو قرض دے اور اللہ تعالیٰ اسے بہت کچھ بڑھائے چڑھائے۔

وَمَا تُقدِّمُوا لِأَنفُسِكُمْ مِنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِنْدَ اللَّهِ هُوَ خَيْرًا وَأَعْظَمَ أَجْرًا

اور جو نیکی تم اپنے لئے آگے کھینچو گے اسے اللہ تعالیٰ کے باس بہتر سے بہتر اور ثواب میں بہت زیادہ پاؤ گے۔

تم جو بھی نیکیاں کر کے سمجھو گئے وہ تمہارے لئے اس جیز سے ہے تم پیچھے چھوڑ کر جاؤ گے، بہت ہی بکتر اور اجر و ثواب میں بہت ہی زیادہ ہے۔

وَاسْتَغْفِرُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ (۲۰)

اللَّهُ تَعَالَى سے معافی مانگتے رہو یقیناً اللَّهُ تَعَالَى بخشنے والا مہربان ہے۔

فرمایا ذکر اللہ پر کثرت کیا کرو اور اپنے کاموں میں استغفار کیا کرو جو استغفار کرنے والے مغفرت حاصل کریتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ مغفرت کرنے والا اور مہربانیوں والا ہے۔



© Copy Rights:
Zahid Javed Rana, Abid Javed Rana
Lahore, Pakistan
www.quran4u.com